سندھ میں آباد مہاجرین کے لیے
ایک انقلابی تعلیمی اور سماجی و سیاسی نصاب۔

مہاجر سیاست کا زوال اور عالمی اسٹریٹجک اسباق



ابوحیان سعید

سندھ میں آباد مہاجرین کے لیے ایک انقلابی تعلیمی اور سماجی و سیاسی نصاب۔

مہاجر سیاست کا زوال اور عالمی اسٹریٹجک اسباق

ابو حیان سعید

18 اگست 2026

حیران ہونے کی بات تو ہے کہ کہاں جدید چین کے معمار ڈینگ ژیاؤپنگ اور دنیا کے عظیم اسٹریٹجک مفکرین کے افکار اور کہاں جوتوں میں بٹتی ہوئی مہاجر سیاست کو چلانے کی تگڈم لگاتے ہوئے فوجی اسٹیبلشمنٹ کے چلے ہوئے کارتوس! لیکن اتنی تعلیم یافتہ مہاجر کمیونٹی کی قیادت کے لیے آپس میں جوتم پیزار، بے حس، لالچی اور خود غرض سوچ رکھنے والوں کا رویہ دیکھ کر یہ سخت گیر احتساب ناگزیر ہو جاتا ہے۔

تاریخی طور پر متمدن، تعلیمی اور معاشی برتری رکھنے والے ایک طبقے کے لیے اس سے بڑی حماقت اور تضاد کیا ہوگا کہ وہ چند دہائیوں کے اندر ایک باشعور آبادی سے گھٹ کر راولپنڈی/جی ایچ کیو کی اسٹریٹجک بساط کا بچھایا ہوا ایسا مہرہ بن جائے، جسے جب چاہا استعمال کیا اور جب چاہا "مائنس ون" یا "آپریشنز" کے نام پر مسل کر پھینک دیا۔

سندھ کے اردو بولنے والے مہاجر طبقے کی سیاسی تاریخ گواہ ہے کہ جب جب انہوں نے عقل، بصیرت اور حکمت کے بجائے جذباتی نعرے بازی، شخصیت پرستی اور مسلح گلی محلوں کی سیاست کا سہارا لیا، انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے مستقبل پر کلہاڑی ماری۔

اردو بولنے والے کم از کم ان ماڑھے سندھیوں سے ہی کچھ سبق سیکھ لیں؛ سندھی بولنے والوں کو اچھی طرح علم ہے کہ اگر انہوں نے انتخابات میں کسی بھی قسم کی بونگی مارنے کی کوشش کی اور پی پی پی کا متبادل تلاش کرنے کی حماقت کی، تو ان کو پی پی پی کی طرف سے جو چوسی ہوئی گھٹلی مل رہی ہے، وہ بھی نہیں ملے گی۔ سندھ کے اردو دان مہاجروں نے اپنی روایتی نمائندہ جماعتوں کی جگہ نیا بھنڈ ایم کیو ایم کی صورت میں مارا، اس سے بحیثیت مجموعی کون سا قومی مفاد حاصل کیا؟

مفاد تو کیا خاک حاصل کرتے، خود پر پورے پاکستان میں قاتل، دہشت گرد، بھتہ خور، ٹارچر سیل چلانے والے اور ٹارگٹ کلرز کا ٹھپہ لگوا لیا۔ اور تو اور، بوری بند لاشوں کی وجہ سے تو "بوری" مہاجروں کا نشانِ شناخت (Insignia) بن گئی۔ بچھو، اندھا، کانا، لنگڑا، شری، کالا منا، مادا، قصوڑا، پہاڑی، چیمبر، کمانڈو، پریڈی، مچھل، مینا اور دادا جیسے نام... یہ کون سی مادر پدر آزاد مخلوق تھی جو پڑھے لکھے، تہذیب یافتہ اور باشعور مہاجروں میں پیدا ہو گئی تھی!

اگر اس سیاسی و اجتماعی زوال کا سخت ترین تجزیہ کیا جائے، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ مہاجر قوم و قیادت نے گزشتہ چالیس سالوں میں وہ تمام سنگین حماقتیں کیں جن سے عالمی تاریخ کے عظیم دانشوروں نے بارہا خبردار کیا ہے:

1. مہاجر سیاست کی بنیادی حماقتیں: ایک سخت گیر احتساب :

اسٹیبلشمنٹ کا آلہ کار اور میکیاولی کی تنبیہ: 80ء کی دہائی میں جب فوجی مقتدرہ نے جمہوریت اور پیپلز پارٹی کا توڑ بنانے کے لیے "مہاجر کارڈ" متعارف کرایا، تو اس طبقے نے خود کو ایک اینٹی باڈی کے طور پر استعمال

ہونے دیا۔ انہوں نے اطالوی سیاسی مفکر **نکولو میکیاولی** (*Niccolò Machiavelli*) کے اس بنیادی اصول کو بھلا دیا جو اس نے اپنی تصنیف *The Prince* میں تحریر کیا تھا کہ "کمزور سیاسی دھڑوں کو کسی بڑی طاقت کا محتاج نہیں بننا چاہیے، کیونکہ بڑی طاقتیں اپنے مفاد کی خاطر چھوٹے اتحادیوں کو پہلے موقع پر قربان کر دیتی ہیں"۔ جب ضرورت ختم ہوئی تو اسی ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے اپنے مہرے کو لندن جانے دیا اور باقی کاٹھ کے الوؤں کو مزید استعمال کرنے کے لیے دھڑے بندیوں (MQM-H, PSP, MQM-P) میں تقسیم کر کے بے توقیر کر دیا۔

تعلیم اور صنعت کو بھتہ کلچر کی نذر کرنا (فکری بالادستی کا زوال): کراچی اور حیدرآباد جو پاکستان کے معاشی اور تعلیمی ایٹم بم تھے، ان کے صنعتی اداروں، ٹیکسٹائل ملوں اور تعلیمی مراکز میں کلاشنکوف، بھتہ خوری اور ہڑتالوں کے کلچر کو داخل کیا گیا۔ **انتونیو گرامشی** (*Antonio Gramsci*) نے اپنے "نظریہ بالادستی" (*Theory of Cultural Hegemony*) میں واضح کیا تھا کہ "کسی بھی طبقے کی اصل طاقت اس کی فکری، اخلاقی اور تعلیمی برتری ہوتی ہے"۔ مہاجر قیادت نے گلی کی دادا گیری کے لیے اپنی فکری بالادستی کو داؤ پر لگا دیا، جس کا نتیجہ معاشی تباہی کی صورت میں نکلا۔

علاقائی قومیتوں سے غیر ضروری تصادم اور سن زو کا اصول:

جی ایچ کیو کی شطرنج کا حصہ بن کر مہاجر قوم پرستی کو سندھی، پختون اور بلوچ قومیتوں سے ٹکرایا گیا۔ چین کے قدیم اسٹریٹجسٹ **سن زو** (*Sun Tzu*) نے اپنی کتاب *The Art of War* میں لکھا تھا کہ "جب آپ عددی یا سیاسی طور پر محاصرے میں ہوں تو بغیر تیاری کے براہِ راست تصادم خودکشی ہے"۔ مہاجر سیاست نے حکمت کے بجائے جذبات کا راستہ چنا اور جغرافیائی طور پر سندھ میں اور سیاسی طور پر پورے پاکستان میں مکمل طور پر تنہا ہو گئی۔

شخصیت پرستی اور ابنِ خلدون کا نظریۂ عصبیہ:
پوری کمیونٹی کی باگ ڈور ایک فردِ واحد اور اس کے جذباتی نعروں کے سپرد کر دی گئی، جہاں سوال اٹھانا ممنوع تھا اور خود احتسابی کا باب مکمل طور پر بند کر دیا گیا۔ **ابنِ خلدون** نے اپنے مقدمہ میں تحریر کیا ہے کہ "جب کسی قوم کا اجتماعی اتحاد (*عصبیہ*) اخلاقیات اور علم کے بجائے شخصیت پرستی اور خوف پر مبنی ہو جائے، تو اس قوم کا زوال حتمی ہو جاتا ہے"۔

2. بقائے باہمی اور روشن مستقبل کا روڈ میپ
1989ء میں تیانمن اسکوائر کے واقعے اور سوویت یونین کے زوال کے وقت چین دنیا میں الگ تھلگ اور معاشی طور پر تباہ حال تھا۔ **ڈینگ ژیاؤپنگ** نے قوم کو نعروں سے نکالا اور 24 حروفی اسٹریٹجی دی ("تاؤ گوانگ یانگ ہوئی" یعنی اپنی صلاحیتوں کو چھپاؤ اور صحیح وقت کا انتظار کرو)۔ یہی حکمتِ عملی اور عالمی اسٹریٹجک اسباق آج کے مہاجر کے لیے واحد بچاؤ کا راستہ ہیں:

طاقت چھپاؤ اور لچکدار خاموشی اختیار کرو (Hide your strength, bide your time): ڈینگ کا پہلا سبق یہ ہے کہ جب آپ عددی یا سیاسی طور پر دباؤ میں ہوں، تو سڑکوں پر طاقت کا مظاہرہ خودکشی ہے۔ مہاجروں کو فوری طور پر فضول سیاسی نعرے بازی، پرتشدد مطالبات اور اسلام آباد یا راولپنڈی کا آلہ کار بننا بند کرنا ہوگا۔ اپنے سیاسی وجود کو کم سے کم (*Low Profile*) رکھتے ہوئے خاموشی سے اندرونی استحکام اور صلاحیت بڑھانے پر کام کرنا ہوگا۔

شور مچانے کے بجائے صلاحیت بڑھاؤ (تھامس سوئیل کا اقلیتی ماڈل):
امریکی معاشی دان **تھامس سوئیل** (*Thomas Sowell*) کی تحقیقات

(*Middleman Minorities*) سے ثابت ہے کہ جو اقلیتی طبقات سیاسی مہم جوئی چھوڑ کر محض معاشی اور تکنیکی ناگزیریت بن جاتے ہیں، انہیں کوئی ریاست یا اکثریت نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اردو دان مہاجر طبقے کو اپنی تمام تر توانائی آئی ٹی، جدید ٹیکنالوجی، بین الاقوامی تجارت اور اعلیٰ تعلیم پر لگانی چاہیے۔ اگر کراچی اور حیدرآباد سے ہر سال ہزاروں عالمی سطح کے تکنیکی ماہرین اور تاجر پیدا ہوں، تو اسلام آباد یا صوبائی حکومت کا کوئی بھی بیوروکریٹ اس معاشی طاقت کو نظر انداز نہیں کر سکے گا۔

قیادت کا دعویٰ نہ کرو، معاشی ناگزیریت بنو: مہاجروں کو پورے پاکستان کی پھوپی بننے کے بجائے ڈینگ ژیاؤپنگ کی طرح عمل کرنا چاہیے، جنہوں نے چین کو ہدایت کی تھی کہ دنیا کا چوہدری بننے کی کوشش نہ کرو۔ مہاجر سیاست نے پورے صوبے اور ملک کا ٹھیکیدار بننے کی کوشش کی۔ اس کے برعکس، انہیں سندھ کی جغرافیائی وحدت کو تسلیم کرتے ہوئے سندھی اکثریت کے ساتھ ایک مضبوط معاشی مفاہمت کرنی چاہیے۔ کراچی اور حیدرآباد کو پورٹ، مینوفیکچرنگ اور پروسیسنگ کے ذریعے پورے سندھ (دیہی و شہری) کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بنا دیا جائے؛ جب دیہی کسان اور تاجر کا رزق کراچی کی منڈی سے جڑ جائے گا، تو سیاسی دشمنی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

نظریاتی جمود توڑو (لی کوان یو کی عملیت پسندی): سنگاپور کے بانی **لی کوان یو** (*Lee Kuan Yew*) نے ثابت کیا کہ قومیں جذباتی نعروں سے نہیں بلکہ میرٹ اور معاشی نظم و ضبط سے بنتی ہیں۔ ڈینگ ژیاؤپنگ کا بھی مشہور قول تھا: "بلی چاہے سیاہ ہو یا سفید، اگر چوہا پکڑتی ہے تو اچھی ہے"۔ مہاجروں کو لسانی اور سیاسی نعروں کا جمود توڑ کر نتائج پر مبنی پالیسی اپنانی ہوگی۔ اگر نجی شعبے، ٹیکنالوجی اور خاموش معاشی تحرک سے کمیونٹی کا فائدہ ہوتا ہے، تو کسی بھی سیاسی مقتدرہ یا پارٹی کے آگے جھکنے کی ضرورت نہیں۔

خواہش نا تمام :

سندھ کے اردو بولنے والے طبقے کے پاس اب مزید غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فوجی مقتدرہ کا مہرہ بننے اور آسیبی و جذباتی نعروں کی سیاست کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

اگر اس طبقے نے آئندہ دہائیوں میں باوقار طریقے سے زندہ رہنا ہے، تو اسے اپنے ماضی کی سیاسی حماقتوں سے ناطہ توڑ کر ڈینگ ژیاؤپنگ، لی کوان یو اور تھامس سوئیل کے افکار پر عمل کرنا ہوگا۔ سیاسی عسکریت کو دفن کر کے تکنیکی برتری، اعلیٰ تعلیم، معاشی خودمختاری اور خاموش اسٹریٹجک بصیرت کو اپنا شعار بنانا ہوگا .

یہ پانچ نکات ہمیشہ یاد رکھیں..

1.. کمزور سیاسی دھڑوں کو کسی بڑی طاقت کا محتاج نہیں بننا چاہیے، کیونکہ بڑی طاقتیں اپنے مفاد کی خاطر چھوٹے اتحادیوں کو پہلے موقع پر قربان کر دیتی ہیں .

2.. کسی بھی طبقے کی اصل طاقت اس کی فکری، اخلاقی اور تعلیمی برتری ہوتی ہے۔

3.. جب آپ عددی یا سیاسی طور پر محاصرے میں ہوں تو بغیر تیاری کے براہِ راست تصادم خودکشی ہے۔

4.. جب آپ عددی یا سیاسی طور پر دباؤ میں ہوں، تو سڑکوں پر طاقت کا مظاہرہ خودکشی ہے .

5.. قومیں جذباتی نعروں سے نہیں بلکہ میرٹ اور معاشی نظم و ضبط سے بنتی ہیں۔